از قلم
رئیس المحققین، فخر المحدثین، مفکر اسلام
مولانا محمد ابوبکر غازیپوری

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

ایک فکر انگیز تحریر

کیا ابن تیمیہ علماء اہلسنّت والجماعت میں سے ہیں!

ابن تیمیہ کے اعتقادات کا ایک سرسری جائزہ

از

محمد ابوبکر غازی پوری

شائع کردہ

مکتبہ أهل السنة والجماعة

87۔جنوبی لاہور روڈ سرگودھا پاکستان فون 048-3881487

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

نام کتاب: کیا ابن تیمیہ علمائے اہل سنت والجماعت میں سے ہیں؟

مؤلف: مولانا محمد ابوبکر غازیپوری

مطبع: عکاظ پرنٹرز لاہور 042-7574180

ٹائٹل: محمد نثار انجم

ناشر: مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

(۱) مکتبہ قاسمیہ اُردو بازار لاہور

(۲) مکتبہ امدادیہ ملتان

(۳) مکتبہ حقانیہ ملتان

(۴) مکتبہ مجیدیہ ملتان

(۵) ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

(۶) قدیمی کتب خانہ آرام باغ، کراچی

(۷) مکتبہ عمر فاروق نزد جامعہ فاروقیہ کراچی

(۸) اظہر اسلامک کیسٹ سنٹر رحیم یار خان

(۹) مکتبہ فاروقیہ محلہ جنگی پشاور

(۱۰) دار الکتب صدر پلازہ محلہ جنگی پشاور

فہرستِ مضامین

عنوان	صفحہ
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف سے لوگوں کی شکایتوں کو سنا کرتے تھے الخ	۲۵
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بہت سے مومنین کو بھی قبر میں حیات حاصل ہے الخ	۲۷
ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ میت کا قرأت وغیرہ کی آواز سننا حق ہے	۲۸
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کوئی بدعت ایجاد کرے تو بدعت تو حرام ہوگی مگر حسن نیت اور محبت پر بدعتی کو ثواب ہوگا	״
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کے ہاتھ میں موت و حیات ہے	۳۰
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کی دعا سے گدھا زندہ ہو جاتا ہے	۳۱
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ کے ولیوں کو جو مکاشفات و تصرفات حاصل ہوتے ہیں ان سے انکو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے	۳۲
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ) بدعتی تھے۔	۳۳
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ اللہ سے ذکر کرنا بدعت ہے	۳۵
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے ہیں	۳۶
ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات محل حوادث ہے	۴۰
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تجلی رب کے وقت جو غشی طاری ہوئی تھی اور چیخ نکلی تھی یہ ان کا نقص تھا اور کمال نبوت کے خلاف تھا	۴۲
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم جانے وہ جاہل ہے۔	۴۵
ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ کوئی مومن حتی کہ صحابہ کرام بھی ہدایت کاملہ کے ساتھ با ایمان نہیں تھے۔	۴۶

مقدمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امسال سنہ ۱۴۲۷ھ کے رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی غرض سے حرمین شریفین کا سفر ہوا، تو وہاں ملنے ملانے والوں میں دو تحریروں کا بڑا چرچا تھا۔ ایک کا نام تھا۔ "کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟" اور دوسرا ایک آٹھ ورقی عربی رسالہ تھا، جس کا نام "شجرۂ خبیثہ" تھا۔ پہلا والا رسالہ بھی اصلاً عربی میں لکھا گیا تھا جسکا عربی نام اس طرح تھا۔ "هل علماء الفرقة الديوبندية من اهل السنة والجماعة" پھر بعد میں اس کا اردو ترجمہ مذکورہ نام سے شائع ہوا، "شجرۂ خبیثہ" نامی عربی رسالہ میں ایک درخت کا نقشہ بنا کر اس کی ایک سیدھی شاخ سے بہت سی شاخیں نکالی گئی ہیں اور ان شاخوں میں پتیاں ہیں اور ہر پتی پر دنیا میں پھیلے ہوئے اسلامی جماعتوں اور صوفیائے کرام کے مختلف سلسلوں کا نام ہے، اور ان تمام فرقوں اور صوفیہ کے سلاسل کو گمراہ قرار دیا گیا ہے، اور ان کو اہل سنت سے خارج بتلایا گیا ہے، اور جڑ کو فکر صوفیہ کا مرکز قرار دیا گیا ہے اور یہ دکھلایا ہے کہ اسی سے تمام گمراہیاں پھیلی ہیں — اسی طرح اس میں ایک نقشہ ہے جس میں ایک سیدھی لکیر کھینچ کر یہ دکھلایا گیا ہے کہ صرف یہی فرقہ جو غیر مقلدوں اور سلفیوں کا ہے مسلمان ہے ناجی اور کتاب و سنت والا ہے، اور اس لکیر کے ~~پلیدی~~ دائیں بائیں بہتر لکیریں نکالی گئی ہیں اور اس میں اسلامی فرقوں کا نام لکھ کر جس میں دیوبندیہ

فرقہ کا بھی نام ہے، سب کو اسلام اور اہل سنت سے خارج دکھلایا گیا ہے، یہ تو عربی والے چھوٹے کتابچہ کا حال ہے۔

اردو والے رسالہ میں کیا ہے وہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ اس رسالہ میں خاص طور پر علمائے دیوبند پر کرم فرمایا گیا ہے۔ ان کی کتابوں سے اور زیادہ تر بریلوی بدعتی عالم ارشد القادری کی مشہور کتاب زلزلہ سے علماء دیوبند اور خانوادہ شاہ ولی اللہ کے افراد کی طرف منسوب کرامات اور مکاشفات وغیرہ کے واقعات لے کر علمائے دیوبند اور دیوبندی جماعت کو اہلسنت سے خارج دکھلایا گیا ہے اور ان کرامات و مکاشفات کے واقعات کو علمائے دیوبند کے عقائد کی اساس بتلایا گیا ہے۔ صاحب رسالہ لکھتا ہے:

"جب ان علمائے دیوبند کے عقائد کا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے موازنہ کرتے ہیں تو بنیادی امور میں واضح فرق ظاہر ہوتا ہے۔" ص ۱۰

اور لکھا ہے کہ:

"علمائے دیوبند اس شخص کو ولی جانتے ہیں جو احادیث رسول اللہ سننے سے انکار کرے اور براہ راست اللہ سے سننے کا دعویٰ کرے۔" ص ۱۱

اور لکھتا ہے کہ:

"علمائے دیوبند نے دعویٰ کیا ہے کہ ہمیں عین بیداری کی حالت میں غیبی معاملات کے حقائق منکشف ہوتے ہیں۔" ص ۱۵

اور لکھتا ہے کہ:

"صوفیائے دیوبند نے کرامات کی آڑ میں شرکیہ واقعات بیان کئے ہیں۔" ص ۳۹

اور پھر چند واقعات لکھ کر لکھتا ہے:

"ایسے شرکیہ واقعات کو تسلیم کرنے والے اور ماننے والے اہل سنت نہیں ہو سکتے۔" ص ۴۰

اور پھر آخر میں یہ فیصلہ سنایا ہے کہ ایسے تمام لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے جو معتقد ہیں

اور صوفیائے کرام کو ماننے والے ہیں، پھر مزید ترقی کرتے ہوئے لکھتا ہے:

. ائمہ اہل سنت ان کو مرتدین میں شمار کر کے انھیں واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ ص۹

اس رسالہ کے مشمولات یعنی خرافات کو ایک فکر انگیز تحریر بتلایا گیا ہے۔

صاحب رسالہ کی جرأت ایمانی کا حال یہ ہے کہ وہ اپنا نام نہیں ظاہر کرنا چاہتے یعنی دونوں عربی کتابچہ اور رسالہ بلا نام کے شائع ہوا ہے، البتہ اس کے مشتملات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کا تیار کرنے والا کوئی پاکستانی یا ہندوستانی ہے، اور اس کے ساتھ کچھ غالی قسم کے سعودیہ کے سلفی بھی ہیں۔ یہ دونوں تحریریں، اس پتہ سے شائع کی جارہی ہیں۔

المکتب التعاونی للدعوۃ والارشاد وتوعیۃ الجالیات بالسلی

ص.ب ۱۴۱۹ الریاض ۱۱۴۳۱ ٹیلیفون نمبر ۰۵۰ ۲۴۱۰۶۱

یہ دونوں تحریریں بڑے پیمانہ پر سعودیہ کے مختلف شہروں میں تقسیم کی جارہی ہیں، جب میں مدینہ پاک اور مکہ مکرمہ میں تھا تو وہاں کے دوستوں نے مجھ سے کہا کہ اس بارے میں آپ بھی کچھ تحریر فرمادیں، میں نے عرض کیا کہ ہم لوگ کب تک ان کا پیچھا کرتے رہیں گے، وہ ایک بات کو جس کا جواب بار بار دیا جاچکا ہے، بار بار اچھالتے رہیں گے تو اس شرارت وفتنہ وفساد کا جواب کیا ہوسکتا ہے، مگر ان دوستوں کا اصرار بڑا شدید رہا تو میں نے عرض کیا کہ ہندوستان واپس ہو کر سوچوں گا، میں اٹھارہ رمضان کو واپس ہوا، اس کے بعد بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے فون پر دوستوں کا مطالبہ جاری رہا۔ رمضان کی مصروفیات کچھ اور ہی قسم کی ہوتی ہیں قرآن پڑھنے اور سننے کے علاوہ کسی اور کام کی طرف طبیعت کا میلان نہیں ہوتا، رمضان بعد جب دو تین روز شوال کے گذر گئے تو اللہ نے یہ بات دل میں ڈالی کہ سلفی اور غیر مقلدین حضرات جن کو ائمہ اہل سنت بتلاتے ہیں ان میں سب سے معیاری قسم کا امام اہل سنت ان سلفیوں کے نزدیک حافظ ابن تیمیہ ہیں ذرا ان امام اہل سنت صاحب کے عقائد کو بھی چھان پھٹک جائے کہ وہ کس حد تک کتاب وسنت اور اسلاف کرام کے عقائد کے مطابق ہیں میرے پاس ابن تیمیہ کی چند کتابیں فتاوی کے علاوہ بھی تھیں بس انھیں کو ہاتھ میں لے کر تحر

شروع کر دی جو آئندہ آپ کے سامنے آرہی ہے، اور دو تین روز میں یہ مختصر رسالہ تیار ہوگیا ہے۔ سلفی حضرات اس رسالہ کو غور سے پڑھیں اور یہ فیصلہ کریں کہ جن کے عقائد اس قسم کے ہوں کیا ان کو اہل سنت میں شمار کریں گے؟ یا وہ امام اہل سنت ہو سکتا ہے؟ اور جو فرقہ اس کا متبع ہو اس کی گمراہی میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟ میں نے اس رسالہ کا نام سلفیوں کی تقلید میں کیا ابن تیمیہ علماء اہل سنت میں سے ہیں؟ رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ اس فرقہ سلفیہ کے شر و فساد سے امت اسلامیہ کو محفوظ رکھے، یہ فرقہ عالمی فتنہ بنتا جا رہا ہے، اور اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ کا کھلونا بنا ہوا ہے۔

محمد ابوبکر غازی پوری

۷ر شوال سنہ ۱۴۲۷ھ

غیرمقلدین اور سلفیوں کی منطق کا ذکر خیر

غیر مقلدیت اور سلفیت حاضرہ وقت حاضر کا سب سے بڑا فتنہ ہے، پورا عالم اسلام اس فتنہ سے دوچار ہے، اور سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اس فتنہ کا سد باب کیسے ہو، کتاب وسنت کا نام لے کر ان سلفیوں اور غیر مقلدین نے پوری امت کو گمراہ قرار دینے کا ٹھیکا لے رکھا ہے، اکابر امت سے بیزاری ان کا مزاج بن گیا ہے، اور اسلاف کی روش سے الگ روش ان کی طبیعت بن گئی ہے، کبار امت کی شان میں گستاخیاں کرنے کو انھوں نے دین کی خدمت سمجھ رکھا ہے، اور اپنے فرقہ کے سوا تمام امت کو اسلام سے خارج قرار دینا ان کے نزدیک سب سے بڑا دینی جہاد ہے، مذاہب اربعہ ان سلفیوں کے نزدیک باطل ہیں، اور صوفیاء کے تمام طرق گمراہی کا راستہ ہے، تصوف ان کے نزدیک تمام ضلالتوں کی اصل اور جڑ ہے، اور نوافل اور ذکر واذکار کی کثرت ان کے نزدیک بدعت ہے۔ قیاس اجماع سے شرعی مسائل میں استدلال کرنا حرام ہے، یہ احناف کے پکے دشمن ہیں اور دیوبندیوں کے نام سے ان کے جسم سے غیظ وغضب کی چنگاریاں نکلتی ہیں اور حسد وبغض کے شرارے ابلتے ہیں۔

اس وقت میرے نزدیک سلفیوں کی دو چیزیں نئی ہیں، ایک تو ایک پمفلٹ نما چند صفحات کا نہایت قیمتی کاغذ پر بہت خوب صورت چھپا ہوا ہے، عربی کتابچہ ہے

جس کا نام ۔ شجرۂ خبیثہ ہے، اور دوسرا ایک رسالہ ذرا ضخیم ہے، جو پہلے عربی میں چھپا تھا اور اس کا نام عربی میں ۔ هل علماء الفرقة الديوبندية من اهل السنة والجماعة ؟ تھا، اور اب اس کا اُردو اڈیشن بھی شائع کیا گیا ہے، جس کا نام ہے ۔ کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟۔ اور مذکورہ پمفلٹ اور اس کتاب کو عربی وار دو دونوں کو سعودیہ میں یہ سلفی حضرات بعض بدقسمت سعودیوں کے تعاون سے خوب پھیلا رہے ہیں اور علماء دیوبند کے خلاف عرب علماء کے مزاج کو بگاڑ رہے ہیں ۔

یہ پمفلٹ اور اس کتاب کا لکھنے والا کون ہے پمفلٹ اور کتاب پر اس کا نام نہیں ہے بہرحال یہ طے ہے کہ اس پمفلٹ اور اس کتاب کی تیاری میں ہندو پاک کے سلفیوں یعنی غیر مقلدوں کا ہاتھ ہے، پمفلٹ کا ذکر تو بعد میں آئے گا، کتاب کے مشمولات پڑھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا سارا مواد بریلوی بدعتی عالم ارشد القادری کی کتاب زلزلہ سے لیا گیا ہے، ظاہر بات ہے کہ یہ کام کوئی عرب عالم نہیں کرے گا، یہ کام تو کسی ہندوستانی و پاکستانی بہادر غیر مقلد کا ہے جس کو اپنے نام کے اظہار کی بھی جرأت نہ ہو سکی ۔

اس کتاب کے مصنف کی منطق یہ ہے کہ اس نے کشف و کرامات کے واقعات کو علماء دیوبند کے اعتقادات کی اساس بنایا ہے اور اس کی بنیاد پر علماء دیوبند اور دیوبندی جماعت کو کافر و مشرک اور گمراہ اور اہلسنت سے خارج قرار دیا ہے ۔

اگر کشف و کرامات کے واقعات کو اعتقادات کی اساس قرار دینے کی منطق کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو نہ ابن تیمیہ شیخ الاسلام والمسلمین باقی رہیں گے نہ ابن قیم، نہ ان دونوں کے متبعین یعنی غیر مقلدین اور سلفیین گمراہی کے داغ سے اپنا دامن جھاڑ سکیں گے، بلکہ سب کے سب ان سلفیوں ہی کی منطق سے اسلام سے خارج قرار پائیں گے اور اگرچہ یہ غیر مقلدین سلفیین اہل حق کے نزدیک اہل سنت سے خارج ہی ہیں مگر بقول خود بھی یہ اہل سنت سے خارج ہو جائیں گے ۔ آپ دیکھئے کہ غیر مقلدین کی منطق سے ابن تیمیہ کس طرح اہل سنت سے خارج ہو رہے ہیں ۔

ولی کا کشف کئی طرح کا ہوتا ہے

ابن تیمیہ اپنے فتاویٰ جلد گیارہ میں فرماتے ہیں:

۔ فتارۃ یری الشئ نفسہ اذا کشف لہ عنہ وتارۃ یراہ متمثلا فی قلبہ الذی ہو مرآتہ والقلب ہو الرائی ایضًا، وہذا یکون یقظۃ ویکون منامًا کالرجل یری الشئ فی المنام ثم یکون ایاہ فی الیقظۃ من غیر تغایر (ص ۶۳۸ / ۱۱ج)

یعنی ولی بذریعہ کشف کبھی بعینہ اسی شئ کو دیکھتا ہے۔ اور کبھی اس شئ کی صورت کو اپنے دل میں دیکھتا ہے، اور اس وقت ولی کی مثال آئینہ کی ہوتی ہے، اور یہ مشاہدہ دل سے ہوتا ہے، اور اس طرح کا مشاہدہ بیداری میں بھی ہوتا ہے اور خواب میں بھی ہوتا ہے جس طرح آدمی خواب میں کوئی چیز دیکھتا ہے، پھر وہی چیز اسکو بلا کسی تبدیلی کے بیداری میں نظر آتی ہے۔

سلفی حضرات معلوم کریں کہ ان کے امام صاحب کہاں جارہے ہیں کیا یہ بعینہ صوفیوں والا عقیدہ نہیں ہے؟ اس کے باوجود ابن تیمیہ تو اہل حق میں سے ہیں اور صوفیاء کا طبقہ معاذ اللہ گمراہوں کا طبقہ ہے، اب اگر کوئی اللہ والا یہ کہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کسی اور ذات کو حالتِ بیداری میں دیکھا ہے تو اس نے کیا غلط کہا کہ اس پر غیر مقلدین کفر اور شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں، ابن تیمیہ کا بھی تو یہی عقیدہ تھا؟

صوفیہ کی مطلقًا برائی کرنے والا حد اعتدال سے باہر ہے

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ:

"طائفۃ ذمت الصوفیۃ والتصوف مطلقًا وقالوا انہم مبتدعون خارجون من السنۃ۔

وطائفة غلت فيهم وادعوا انهم افضل الخلق واكملهم بعد الانبياء وكلا طرفی هذه الامور ذمیم۔

والصواب انهم مجتهدون فی طاعة الله کما اجتهد غیرهم من اهل طاعة الله ففیهم السابق المقرب حسب اجتهاده وفیهم المقتصد الذی هو من اهل الیمین ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

• ومن المنتسبین الیهم من هو ظالم بنفسه عاص لربه" (ص ۱۸/ ۱۱)

یعنی ایک جماعت نے مطلق صوفیہ اور تصوف کی برائی کی ہے، اور انکے بارے میں یہ کہا ہے کہ یہ بدعتیوں کا طبقہ ہے جو اہل سنت والجماعت سے خارج ہے۔ اور ایک جماعت نے صوفیہ کے بارے میں غلو سے کام لیا ہے، اور انبیاء علیہم السلام کے بعد انکو سب سے افضل قرار دیا ہے، اور یہ دونوں باتیں مذموم ہیں۔۔

درست بات یہ ہے کہ صوفیاء اللہ کی طاعت کے مسئلہ میں مجتہد ہیں جیسے دوسرے اہل طاعات اجتہاد کرنے والے ہوتے ہیں، اسلئے صوفیاء میں مقربین اور سابقین کا درجہ حاصل کرنے والے بھی ہیں اور ان میں مقتصدین کا بھی طبقہ ہے جو اہل یمین سے ہیں اور اس طبقہ صوفیہ میں سے بعض ظالم اور اپنے رب کے نافرمان بھی ہوتے ہیں۔

دیکھئے حضرت ابن تیمیہ تو فرماتے ہیں کہ صوفیاء کرام میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جن کو قرآن کی زبان میں مقربین اور اہل یمین کہا گیا ہے اور جن کا مقام اللہ کے یہاں انتہائی درجہ قربت کا ہے جن پر انعام الٰہی کی بارش ہوتی ہے، جیسا کہ قرآن سے معلوم ہوتا ہے، اور ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ جو اس طبقہ کی مطلقاً برائی کرتا ہے وہ مذموم انسان ہے۔ اور ہمارے برادران غیر مقلدین مطلق تصوف کو حرام قرار دے رہے ہیں اور ان کے نزدیک سارے صوفیاء گمراہ ہیں۔

اب کوئی ان سے پوچھے کہ شریعت کا علم تم کو زیادہ تھا کہ قدوۃ الاسلام ابن تیمیہ کو، کتاب وسنت کے ماہر تم ہو کہ حجۃ الاسلام ماہر ہیں، حرام وحلال کی حقیقت کے تم بڑے عالم ہو کہ علامہ

ربانی المقذوف فی قلبہ النورالقرآنی بڑے عالم تھے؟ معلوم ہوا کہ جو لوگ تصوف کی مطلقاً برائی کرتے ہیں وہ حداعتدال سے خارج ہیں اور اہل سنت والجماعت سے باہر ہیں، یہی ابن تیمیہ کا فیصلہ ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ خواص حضرات کشف کے ذریعہ لوگوں کا انجام معلوم کرلیتے ہیں

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"واما خواص الناس فقد یعلمون عواقب اقوام بما کشف اللہ لھم"۔

(ص ۶۵ ج ۱۱ فتاویٰ)

یعنی اللہ کے مخصوص بندے کچھ لوگوں کے انجام کو بذریعہ کشف معلوم کرلیتے ہیں۔

سلفی حضرات آسمان کی طرف نہ دیکھیں، منہ نہ چڑھائیں، ہائے وائے نہ کریں، بلکہ صاف صاف بتلائیں کہ جس کا عقیدہ یہ ہو وہ کافر ہے کہ مومن؟ اہلسنت سے خارج ہے کہ اس کا شمار اہل سنت میں سے ہے؟ اور جو اس کو مومن سمجھے اور قدوہ بنائے حجۃ الاسلام قرار دے، امام اہلسنت کہے اس کا ٹھکانا مذہب سلفی میں جنت ہے یا جہنم؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ والوں کیلئے غیبی حقائق کھلتے بھی ہیں اور وہ نگاہوں سے غائب لوگوں سے مخاطب بھی ہوتے ہیں

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"وقد ثبت ان الاولیاء اللہ مخاطبات ومکاشفات (ص ۲۰۵ ج ۱۱)

یعنی ثابت ہوچکا ہے کہ اللہ کے ولیوں کیلئے مخاطبات اور مکاشفات ہوتے ہیں۔

مخاطبات کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ کا ولی نگاہوں سے غائب چیزوں سے خطاب یعنی بات چیت کرتا ہے جیسے ارواح سے، فرشتوں سے، مردوں سے اور یہ چیز بھی اس ولی سے

مخاطب ہوتی ہیں۔

اور مکاشفات کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں دوسروں سے مخفی ہوتی ہیں اللہ اپنے ولیوں کو ان چیزوں کا بذریعہ کشف مشاہدہ کرا دیتا ہے، مثلاً قبر میں کون کس حال میں ہے، فلاں جگہ فلاں شخص کیا کر رہا ہے، فلاں کا حال کیا ہے وغیرہ۔

ابن تیمیہ ان تمام چیزوں کو جائز اور ثابت مانتے ہیں، جبکہ غیر مقلدین اور سلفیوں کے نزدیک یہ عقیدہ کفر اور شرک ہے۔

اب اہل حق کون ہے۔ اور گمراہ کون، سلفیوں کے ہاتھ میں فیصلہ ہے؟

تصرفات ولی کا انکار ممکن نہیں ہے

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

عمدتهم فی اعتقاد کونه ولیا للّٰه انه قد صدر منه مکاشفة فی بعض الامور او فی بعض التصرفات الخارقة للعادة مثل ان یشیر الی شخص فیموت او یطیر فی الهواء الی مکة او غیرها او یمشی علی الماء احیانا او یملأ ابریقا من الهواء او ینفق بعض الاوقات من الغیب او ان یختفی احیانا من اعین الناس او ان بعض الناس استغاث به وهو غائب او میت فراه قد جاء فقضی حاجته او یخبر الناس بما سرق له او بحال غائب لهم او مریض او نحو ذلك من الامور۔

یعنی بہت سے لوگ ولی اسکو سمجھتے ہیں جس کے ہاتھ پر خوارق عادت چیزوں کا ظہور ہو، یا اس سے کشف کا ظہور ہو، یا اس سے بعض خارق عادت تصرفات کا ظہور ہو، مثلاً وہ کسی کی طرف اشارہ کرے تو وہ مرجائے، یا وہ ہوا میں اڑ کر مکہ یا دوسرے شہر تک پہونچ جائے، یا وہ پانی پر چلے یا ہوا سے لوٹا کو بھر دے یا

اس کے پاس کچھ نہیں مگر وہ غیب سے خرچ کرتا ہے، یا وہ نگاہوں سے غائب ہو جاتا ہے۔
یا جب کوئی اس سے مدد چاہتا ہے اور وہ اس کے پاس نہیں ہے، یا وہ اپنی قبر میں ہے تو
وہ اس کے پاس آتا ہے اور وہ اسکی مدد کرتا ہے، یا چوری ہونے مال کی خبر دیتا ہے، یا
غائب آدمی کا حال بتلا دیتا ہے، یا مریض کے احوال سے آگاہ کر دیتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

"وهذه الامور الخارقة للعادة وان كان قد يكون صاحبها وليا
فقد يكون عدو الله"

یعنی ان خوارق کا صدور اگرچہ کبھی اللہ کے ولی سے ہوتا ہے مگر کبھی اس طرح کی
باتیں اللہ کے دشمن سے بھی ظاہر ہوتی ہیں۔

پھر حق اور ناحق کی پہچان کیسے ہو؟ اور کیسے معلوم ہو کہ جس کے ہاتھ پر یہ خوارق
ظاہر ہو رہے ہیں وہ اللہ کا ولی ہے یا اللہ کا دشمن تو ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ:

"بل يعتبر اولياء الله بصفاتهم وافعالهم واحوالهم التي دل
عليها الكتاب والسنة (ص ۲۱۳ / ج ۱۱)"

یعنی اب اعتبار ان کے احوال کا ہوگا اور انکی صفات کا ہوگا اگر انکے احوال و
صفات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطابق ہیں تو وہ اللہ کا ولی ہے
اور اگر اس کا عمل خلافِ سنت ہے اور اس کے ظاہری احوال خلاف شریعت
ہیں تو وہ اللہ کا دشمن ہے۔

ابن تیمیہ جو فرمارہے ہیں وہ سراسر حق ہے، اور علماء دیوبند بھی وہی کہتے ہیں جو ابن تیمیہ
فرمارہے ہیں، مگر ان غیر مقلدین کو کون سمجھائے کہ میاں تم ہوش میں آؤ اور علمائے دیوبند کیخلاف
بدزبانی اور بدکلامی بند کرو ورنہ تمہارے حجۃ الاسلام کا بھی وہی حشر ہوگا جو علمائے دیوبند کا ہوگا
یہ نہیں ہوسکتا کہ ابن تیمیہ جو فرمائیں اس سے تو ان کے لئے جنت کا دروازہ کھلے اور اسی
بات کو اگر علمائے دیوبند فرمائیں تو وہ جہنم میں جائیں اور ان کیلئے جنت کا دروازہ بند رہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ
کرامات کا تعلق حضورؐ کی اتباع کی برکت سے ہوتا ہے

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"کرامات اولیاء اللہ انما حصلت ببرکۃ اتباع رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم فھی فی الحقیقۃ تداخل فی معجزات الرسول صلی اللہ علیہ وسلم"۔ (ایضاً ص ۲۷۵)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکت سے اولیاء اللہ کیلئے کرامات کا ظہور ہوتا ہے، اسلئے کہ کرامتیں فی الاصل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں داخل ہیں۔

معلوم ہوا کہ جن کے ہاتھ پر کرامتوں کا ظہور ہوتا ہے وہ تو وہی ہوتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا متبع ہوتا ہے، اور جو رسول کا متبع نہیں ہوتا ہے اس کے ہاتھ پر کرامتوں کا ظہور نہیں ہوتا ہے۔

کہئے اے گروہ غیر مقلدین دماغ درست ہوگیا، یا ابھی خمار سلفیت باقی ہے؟ ابن تیمیہ حجۃ الاسلام اور قدوۃ الانام نے کیا کہہ دیا؟ کچھ سمجھ میں آیا، کرامات کا صادر ہونا بھی ایک پہچان ہے کہ کون اللہ کے رسول کا متبع ہے اور کون آپ سے منحرف ہے، ابن باز کے ہاتھ پر کتنی کرامتیں ظاہر ہوئیں؟ البانی سے کتنی کرامتوں کا صدور ہوا، ابن عبدالوہاب کا اس بارے میں کیا حال رہا ہے؟ ذرا ان حقائق سے ہمیں بھی اور اپنے عوام کو بھی مطلع فرماؤ تاکہ معلوم ہوجائے کہ تم اتباع رسول میں کتنے سچے ہو، اور تمہارا دعویٰ کتنا مبنی بر حقیقت ہے۔ اور اہل سنت والجماعت کون ہے؟

اللہ اکبر۔ جنکے ہاتھ میں رسول اللہ کا دامن ہوتا ہے اور جن کے ہاتھوں پر اللہ کرامتیں ظاہر فرما کر یہ ثابت کرتا ہے کہ یہ ہمارے مخصوصین ہیں، انھیں کو، جی ہاں انھیں

اللہ کے نیک وصالحین بندوں کو سلفیوں اور غیر مقلدین کا فرقہ گمراہ قرار دیتا ہے اور اہلسنت والجماعت سے خارج قرار دیتا ہے، تُف ہے ایسی سلفیت پر اور لعنت ہے ایسی غیر مقلدیت پر۔

وصفِ نبوّت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اصل ہیں

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

۔ مامن نعیم فی الجنۃ الا یبدأ فیہ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

(فتاویٰ ص ۲۲۷ ج ۱۰)

یعنی جنت میں جو بھی نعمت ہے اس کی ابتدا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگی۔

کیوں؟

۔ فانہ ھو الامام المطلق فی الھدیٰ لاول بنی آدم وآخرھم (ایضاً)

اسلئے کہ وہ ہدایت میں تمام بنی آدم اولین وآخرین کے امام ہیں۔

وذلک ان جمیع الخلائق اخذ اللہ علیھم میثاق الایمان بہ (ایضاً)

اللہ نے تمام مخلوقات سے آپ پر ایمان لانے کا عہد لیا ہے۔

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم، انی عند اللہ لخاتم النبیین و

آدم لمنجدل بین الماء والطین۔ (ایضاً)

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس وقت خاتم النبیین سے موصوف تھا جب ابھی آدم علیہ السلام مٹی اور پانی کے بیچ تھے۔

فکتب اللہ وقدر فی ذلک الوقت وفی تلک الحال امر امام الذریۃ (ص ۲۹)

یعنی اللہ نے اسی وقت آپ کو ساری اولاد بنی آدم کا امام مقرر فرمایا تھا۔

ان تمام باتوں کا حاصل کیا ہے؟ یہی تو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اصل ہے اور آپ ہی اول نبی ہیں اور آخر بھی، ازل میں بھی اور ابد میں بھی، نہ آپ سے پہلے کوئی نبی اور

نہ بعد کوئی نبی، سارے انبیا کی نبوت آپکی نبوت کا فیض ہے، اگر بفرض محال دوسرا نبی بھی آئے تو آپکی نبوت اس کی نبوت کی اصل ہوگی اور آپ ہی کی نبوت کا فیض ہوگی، اور آپ اس کی نبوت کے بھی ذاتی اعتبار سے خاتم ہوں گے، جس طرح تمام انبیاء کے آپ خاتم ہیں۔

ابن تیمیہ نے اسی بات کو اپنے انداز میں فرمایا ہے۔ اور اسی بات کو حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے انداز میں فرمایا ہے، مگر ابن تیمیہ تو حجۃ الاسلام اور قدوۃ الانام قرار پائے اور دارالعلوم کے بانی رحمۃ اللہ علیہ کیلئے غیر مقلدین نے احمد رضا خاں کی زبان مستعار لی اور اس ذات گرامی کے بارے میں وہ سب کچھ بکا جو احمد رضا نے بکا تھا اور آج تک بریلوی بکتے چلے آرہے ہیں۔

اے انصاف ودیانت کا خون کرنے والو، خدا سے شرم کھاؤ، اور خود کو اللہ والوں کی برائیاں کر کے جہنم کا ایندھن نہ بناؤ۔

انسان کیلئے تنہائی کا کوئی وقت ضروری ہے

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"ولا بد للعبد من اوقات ینفرد بها بنفسه فی دعائه وذکره وصلاته وتفکره ومحاسبة نفسه واصلاح قلبه" (ص ۲۹ / ۱۰٫۷)

یعنی بندہ کیلئے کچھ ایسا وقت ضروری ہے جس میں وہ تنہا ہو کر اللہ سے دعا کرے اس کا ذکر کرے، نماز پڑھے، اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنے دل کی اصلاح کرے۔

ارے یہ تو صوفیانہ کلام ہو گیا ہے؟ یہ باتیں تو اہل تصوف کی ہیں، ابن تیمیہ میں یہ تصوف کی روح کیسے حلول کر گئی۔ کیا وہ اہل سنت سے نکل گئے تھے؟ ان کا عقیدہ خراب ہو گیا تھا؟

اگر ان تصوفانہ باتوں کی وجہ سے صوفیاء کرام کا گروہ گمراہ ہے تو ابن تیمیہ کا ایمان

واسلام بھی باقی نہیں رہے گا، یہ حقیقت غیر مقلدین نوٹ کرلیں، اور ہوش کا ناخن لیں۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حرام وحلال کا فیصلہ رسول اللہ فرماتے ہیں

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

۔ والرسول یطاع ویحب فالحلال ما احله والحرام ما حرمه

والدین ما شرعه (ص ۲/۶۲، ۱۰۳)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جاتی ہے اور آپ سے محبت کی جاتی ہے پس حلال وہی ہے جو آپ نے حلال کیا ہے، اور حرام وہی ہے جو آپ نے حرام کیا ہے، اور دین وہی ہے جو آپ نے مشروع کیا ہے۔

یہ حجۃ الاسلام نے کیا کہہ دیا؟ یہی تو بریلویوں کا عقیدہ ہے، یہ اہلسنت کا تو عقیدہ نہیں ہے، اہل سنت تو شارع حقیقی صرف اللہ کو جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دین و شریعت اور حرام و حلال کے بارے میں وہی نکلتا ہے جو اللہ کا حکم ہوتا ہے، اللہ کی مرضی کے خلاف آپ کوئی حکم شرعی وغیر شرعی نہیں صادر فرماتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ کلام ابن تیمیہ تصوف کی کسی خاص کیفیت کے طاری ہونے سے صادر ہوا ہے؟ جس کو غلبہ حال کہتے ہیں، اس میں انسان معذور ہوتا ہے اسلئے میں اپنا قلم روک رہا ہوں، اور اس بارے میں زیادہ کچھ نہیں کہتا، البتہ سلفیوں سے یہ پوچھنے کا حق ضرور رکھتا ہوں کہ کیا یہ عقیدہ اہلسنت والجماعت کا ہے؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اہل اللہ کو تصرف حاصل ہے اور انکو کشف ہوتا ہے

ابن تیمیہ اپنے رسالہ الوصیۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں :

"وفی اہل الزہادۃ والعبادۃ منکم من لہ الاحوال الزکیۃ والطریقۃ

المرضیۃ ولہ المکاشفات والتصرفات" ص۱۲

یعنی تم میں سے جو اہل زہد و اہل عبادت ہیں ان کے پاکیزہ حالات ہیں اور ان کا

پسندیدہ طریقہ ہے، ان کیلئے مکاشفات اور تصرفات ہوتے ہیں۔

میں سلفیوں کی زبان میں پوچھ سکتا ہوں کہ جو اللہ کے علاوہ کسی مخلوق کے لئے کشف

غیوب ثابت کرے اور اس کو عالم میں متصرف جانے کیا وہ اہل سنت والجماعت میں سے ہو سکتا

ہے[1]؟ اور کیا اس طرح کا عقیدہ سلفیوں کے نزدیک کفر اور شرک نہیں ہے؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ لوگوں کو کشف قبور ہوتا ہے

فتاویٰ میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں :

"وقد انکشف لکثیر من الناس ذلک حتی سمعوا صوت المعذبین

فی قبورھم وفی آثار کثیرۃ معروفۃ" ص ۲۹۶/ ج۲

یعنی قبروں کے عذاب کا انکشاف بہت سے لوگوں کو ہوا ہے یہاں تک کہ انھوں نے

---

(۱) کیا علماء دیوبند اہلسنت ہیں؟ کے رسالہ کا مصنف علماء دیوبند کی کسی کرامت کو ذکر کر کے اسی طرح کا سوال قائم کرتا ہے، ایک جگہ وہ لکھتا ہے "صوفیائے دیوبند نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہمیں عین بیداری کی حالت میں غیبی معاملات کے حقائق منکشف ہوتے ہیں، انھوں نے اس کا نام مکاشفہ رکھا ہے .... یہ اہل سنت والجماعت ہونے کے جھوٹے دعویدار ہیں" ص۲۳

جن کو قبروں میں عذاب ہو رہا تھا ان کی آوازیں بھی سنی ہیں بلکہ انھوں نے ان کو قبروں میں عذاب ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے بھی دیکھا ہے، اس بارے میں بہت سے مشہور واقعات ہیں۔

سلفیوں کے نزدیک اللہ کے علاوہ کسی مخلوق کے کاشفہ کا عقیدہ رکھنا گمراہی ہے اور جو اس قسم کا عقیدہ رکھے وہ اہلسنت سے خارج ہے۔ اب یہ غیر مقلدین اور سلفیین بتلائیں کہ کیا ابن تیمیہ اس قسم کا عقیدہ رکھتے ہوئے سلفیوں کے نزدیک شیخ الاسلام والمسلمین رہیں گے؟ یا وہ گمراہ تھے اور اہلسنت والجماعت سے خارج تھے؟ اور جو ایسے گمراہ کو شیخ الاسلام والمسلمین بتلائے اور ان کی اتباع کرے کیا وہ اہلسنت والجماعت میں سے ہوگا؟ کیا کسی سلفی اور غیر مقلد کو اس کا تجربہ ہوا ہے کہ اس نے کسی قبر سے عذاب پانے والے مردہ کی آواز سنی ہو؟ یا اس نے اس کو عذاب ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہو؟ اگر نہیں تو وہ بتلائے کہ ابن تیمیہ کا مذکورہ فرمان سچا ہے یا جھوٹا؟ اور ان کا یہ عقیدہ کہ بہت سے لوگوں کو قبروں میں معذبین کے عذاب کا کشف ہوتا ہے اور وہ ان کو عذاب ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔ صحیح ہے یا غلط؟۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حالتِ بیداری میں بندہ اپنے دل سے ان چیزوں کو دیکھتا ہے جو اسے خواب میں نظر آتی ہیں۔

ابن تیمیہ الوصیۃ الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

"وقد یحصل لبعض الناس فی الیقظۃ ایضا من الرویا نظیر مایحصل للناس فی المنام فیری بقلبہ مثل مایری النائم وقد یتجلی لہ من الحقائق مایشھدہ بقلبہ فھذا یقع کلما فی الدنیا" ص۲

یعنی کچھ لوگوں کو کبھی بیداری میں اسی طرح کی چیز نظر آتی ہے جو سونیوالے کو

خواب میں نظر آتی ہے، پس وہ اپنے دل سے وہ چیز دیکھتا ہے جو سونے والا
دیکھتا ہے، اور کبھی اس کیلئے بیداری میں کچھ ایسے حقائق ظاہر ہوتے ہیں جن کا
مشاہدہ وہ اپنے دل کی آنکھ سے کرتا ہے، یہ ساری چیزیں دنیا میں واقع
ہوتی ہیں ۔

ابن تیمیہ کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ بعض لوگوں کو حالت بیداری میں وہ چیز نظر آتی ہے جس کو وہ خواب میں دیکھتا ہے۔ مثلاً انسان خواب میں اللہ کو دیکھتا ہے، حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتا ہے، فرشتوں کو دیکھتا ہے، مردوں کو دیکھتا ہے، وہ اپنے کو آسمان پر دیکھتا ہے، کبھی دور دراز ملکوں میں دیکھتا ہے، کبھی جنت کو دیکھتا ہے، کبھی جہنم کا مشاہدہ کرتا ہے، کبھی مردوں سے بات کرتا ہے، کبھی فرشتوں سے گفتگو کرتا ہے، کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اور آپ سے شرف ہمکلامی حاصل کرتا ہے کبھی اپنے اساتذہ اور مشائخ سے استفادہ کرتا ہوا اپنے کو دیکھتا ہے، غرض خواب میں یہ تمام چیزیں انسان کو نظر آتی ہیں۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ یہی سب چیزیں انسان کو حالت بیداری میں بھی نظر آتی ہیں اور وہ ان کا مشاہدہ ظاہری آنکھ کے بجائے دل کی نگاہ سے کرتا ہے۔ ابن تیمیہ کے عقیدہ کا حاصل یہی ہے۔

مگر اس طرح کا عقیدہ رکھنا زمانہ حاضر کے سلفیوں کے نزدیک ضلالت و گمراہی اور کفر و شرک ہے۔ کیا علماء دیوبند اہلسنت والجماعت ہیں ؟ کا مصنف لکھتا ہے :

"صوفیائے دیوبند نے یہ دعویٰ کیا کہ ہمیں عین حالت بیداری میں غیبی معاملات منکشف ہوتے ہیں، انھوں نے اس کا نام مکاشفہ رکھا ہے"

پھر لکھتا ہے :

"یہ اہل سنت والجماعت ہونے کے جھوٹے دعویدار ہیں"

اولاً تو یہی کذب صریح اور دروغ بے فروغ ہے کہ کسی دیوبندی عالم نے اس طرح کا دعویٰ کیا ہے، اور اگر کیا بھی ہو تو یہی دعویٰ تو ابن تیمیہ بھی کر رہے ہیں بلکہ اپنا عقیدہ

بنائے ہوئے ہیں تو اگر اس طرح کا دعویٰ کرنے کی وجہ سے اہل دیوبند اور علمائے دیوبند اہلسنت والجماعت میں سے شمار نہیں ہونگے۔ وقت حاضر کے سلفیین اور غیر مقلدین بتلائیں کہ کیا ابن تیمیہ اہل سنت والجماعت میں سے تھے، اور جو لوگ انکی پیروی کے مدعی ہیں اور ابن تیمیہ کے عقائد کو حق و باطل کا معیار قرار دیتے ہیں اور ان کا ایمان صحیح وسلامت باقی رہا؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کو کبھی ایسا قلبی مشاہدہ حاصل ہوتا ہے کہ اس پر فنا کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے

فرماتے ہیں:

فهكذا من العباد من يحصل له مشاهدة قلبية تغلب عليه حتى تغنيه عن الشعور بحواسه فيظنها رؤية بعينه

(الوصیۃ الکبریٰ ص۲۷)

یعنی اسی طرح بندوں میں بعض وہ لوگ ہوتے ہیں جن کو مشاہدہ قلبیہ حاصل ہوتا ہے اور وہ مشاہدہ ان پر ایسا غالب ہوتا ہے کہ اس پر فنا کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور پھر اس سے اس کا شعور اور احساس ختم ہو جاتا ہے، اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہے وہ آنکھ سے دیکھ رہا ہے۔

غیر مقلدین اور سلفی لوگ بتلائیں کہ کیا یہی وہ فنا نہیں ہے جس کے صوفیا قائل ہیں اور جس کی بنیاد پر فرقہ سلفیہ صوفیہ کے خلاف آواز یں کستا ہے اور انکو گمراہ بتلاتا ہے، کیا یہ فرقہ ابن تیمیہ کو اب بھی شیخ الاسلام والمسلین کہے گا؟ یا ابن تیمیہ کیلئے اس فرقہ کے نزدیک گمراہی اور ہدایت کا پیمانہ کچھ اور ہے؟۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر میں سماع اور حیات حاصل ہے اور دوسرے مومنین کو بھی

ابن تیمیہ نے اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم بہت تفصیل سے اس کا رد کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کے پاس دعا مستجاب و مقبول ہوتی ہے اور اسکو ناجائز و غیر مشروع بتلایا ہے، اسی طرح سے کسی مسلمان کی قبر کے پاس دعا کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔

پھر فرماتے ہیں:

ولا یدخل فی ھذا الباب مایروی من ان قوماً سمعوا رد السلام من قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم او قبور غیرہ من الصالحین وان سعید بن المسیب کان یسمع الاذان من القبر لیالی الحرۃ۔ ص ۳۷۳

یعنی ہم اس کا انکار نہیں کرتے ہیں نہ اس کو عدم جواز کے باب میں داخل کرتے ہیں جو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے یا دوسرے صالحین کی قبروں سے سلام کا جواب سنا، اور حضرت سعید بن المسیب حرہ کی راتوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے اذان کی آواز سنتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیائے امت اپنی قبروں سے سلام کا جواب دیتے ہیں اور سلام کرنے والا ان کے جواب دینے کو سنتا بھی ہے، اور حضرت سعید بن المسیب لیالی حرۃ[1] میں جب کئی روز تک مسجد نبوی میں اذان و نماز بند رہی

---

(۱) یزید بن معاویہ کے زمانہ میں مدینہ کے لوگوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار کیا تھا، تو یزید نے مدینہ پر چڑھائی کرنے کا اپنے گورنر کا حکم دیا تھا تا کہ لوگوں کو اپنے لئے بیعت کرنے پر مجبور کرے، تین روز تک مدینہ میں خون خرابہ ہوا اور مسجد نبوی میں نماز و اذان کا سلسلہ رکا رہا، اس زمانہ میں تنہا سعید بن المسیب مسجد شریف میں نماز کے وقت تشریف لیجاتے تھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز سنتے تھے۔ یہ واقعہ تاریخ کا بہت مشہور ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف سے اذان کی آواز سنتے تھے، جب ان باتوں کے ابن تیمیہ قائل ہیں، تو اس کا صاف مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں باحیات ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر سے سلام کرنے والوں کو اس طرح جواب بھی دیتے ہیں کہ بعض سامعین کو آپ کا جواب سنائی بھی دیتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیالی حرہ کا میں اذان دینا بھی ثابت ہے اور حضرت سعید بن المسیب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اذان کا سننا بھی ثابت ہے۔ جب یہ سب کچھ ہے تو لازمی بات ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں حیات حاصل ہے اور اس کا انکار کرنا حقیقت سے چشم پوشی اور مکابرہ ہے۔

اب فرقہ سلفیہ بتلائے کہ ابن تیمیہ اس عقیدہ کے باوجود کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں لوگوں کا سلام سنتے ہیں اور ان کے سلام کا ایسی آواز سے جواب بھی دیتے ہیں کہ بعض اللہ والے اسکو اپنے کانوں سے سن بھی لیتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں اذان بھی دیتے ہیں جس کو سعید بن المسیب سنا بھی کرتے تھے، ان تمام چیزوں کا عقیدہ رکھنے کے بعد بھی ابن تیمیہ اس فرقہ حادثہ کے نزدیک شیخ الاسلام والمسلمین باقی رہیں گے؟ یا وہ گمراہ اور باطل عقیدہ والے قرار پائیں گے، اور جو ابن تیمیہ کے متبعین ہیں وہ اہلسنت ہونے کے ٹھیکیدار اور دعویدار اب بھی رہیں گے یا ان کا حشر ابن تیمیہ کے ساتھ ہوگا؟ اس کا فیصلہ وقت حاضر کی سلفیت حاضرہ کو کرنا ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف سے لوگوں کی شکایتوں کو سنا کرتے تھے اور امر صادر فرماتے تھے

اقتضاء الصراط المستقیم میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں،

وکذالك ایضا ما یروی ان رجلاً جاء الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فشکا الیہ الجدب عام الرمادۃ فرآہ وھو یامرہ ان یاتی عمر فیامرہ ان یخرج فیستسقی بالناس۔ صـ ۳۷۳

اسی طرح ہم اس کا بھی انکار نہیں کرتے ہیں کہ جو یہ روایت کیا جاتا ہے کہ
ایک شخص عام الرمادہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آکر آپ سے
خشک سالی کی اور قحط کی شکایت کی تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو حکم فرماتے ہیں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جائے اور
ان سے کہے وہ لوگوں کو لیکر نکلیں اور اللہ سے بارش کیلئے دعا کریں۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر شریف میں حیات حاصل ہے اور آپ
لوگوں کی شکایتوں کو سنتے بھی ہیں اور انکی حاجتوں کو رفع کرنے کی تدبیر بھی کرتے ہیں، اور
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا والے دیکھتے بھی ہیں، یہ سب ابن تیمیہ کی اس عبارت سے دو اور
دو چار کی طرح واضح ہے۔ اب ہم سلفیوں کی منطق استعمال کرتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ
جس شخص کا اس طرح کا عقیدہ ہو وہ تمہارے نزدیک اہل سنت والجماعت میں سے ہے
یا اس سے خارج ہے؟ وہ گمراہ ہے یا مہدی ہے؟ کیا ساری گمراہیاں علمائے دیوبند
ہی کے لئے ہیں، یا تمہارے شیخ الاسلام والمسلمین کو بھی اس میں سے کچھ حصہ ملا ہے۔

یہاں میں کیا علماء دیوبند اہلسنت والجماعت ہیں؟ رسالہ کے غیر مقلد سلفی کی عبارت میں
سلفیوں سے سوال کرتا ہوں، اس رسالہ کا مصنف لکھتا ہے اور سوال کرتا ہے:

"بتائیے کیا صحابہ اور ائمہ اہلسنت کے یہی عقائد ہیں؟ بلکہ وفات رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے وقت صحابہ کا اجماع ہوا کہ آپ فوت ہو چکے ہیں۔" ص ۲۴

پھر لکھتا ہے:

"بتائیے کیا صحابہ کا اجماع نہ ماننے کے باوجود یہ علماء دیوبند اہلسنت والجماعت
ہو سکتے ہیں؟" ص ۳۵

اور اس کے آگے لکھتا ہے:

"حیات النبی کے عقیدے ہی کی بنا پر علماء دیوبند کی کتب میں ایسے واقعات
ملتے ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی امت کی طرف توجہ کرنا اور

تصرف کرنا ثابت ہوتا ہے، چند واقعات ملاحظہ ہوں[1] " ص۳۵

ملاحظہ فرمالیا! مگر ان واقعات میں تو وہی ساری باتیں ہیں جو ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے اور جس کا ذکر یہاں ہوتا چلا جارہا ہے، اگر حیاتِ نبی کا عقیدہ رکھنے اور ان واقعات کو نقل کرنے کی وجہ سے علماء دیوبند اہل سنت سے خارج ہیں تو آپ کے شیخ الاسلام والمسلمین کیوں نہیں اہلسنت سے خارج ہوں گے؟ یا ان کا ایمان لوہے کی زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے کہ ہزار ضلالتوں اور باطل عقیدوں کے باوجود ادھر سے ادھر نہیں ہوسکتا؟۔

اور ذرا آپ اپنے بارے میں اور اپنی جماعت کے بارے میں بھی فیصلہ فرمائیں کہ آپ کا ٹھکانہ کہاں ہے اس لئے آپ کے نزدیک ابن تیمیہ حق و باطل کی پہچان ہیں، اور آپ حضرات انکے متبعین ہیں؟ کسی گمراہ کی اتباع کرنے والے راہ حق پر کیسے ہوگا؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بہت سے مومنین کو بھی قبر میں حیات حاصل ہے اور وہ حاجتوں کو سنتے ہیں اور اسکو دفع کرنیکی تدبیر کرتے ہیں۔

ان مذکورہ عبارت کے متصل ہی لکھتے ہیں:

" ومثل هذا يقع كثيرا لمن هو دون النبي صلى الله عليه وسلم واعرف من هذه الوقائع كثيرا " ص۳۷۳

اور اس طرح کی باتیں (یعنی اوپر کی عبارت میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت ہیں) ان کیلئے بہت پیش آتی ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مرتبہ میں کم تر ہیں اور اس طرح کے بہت سے وقعات مجھے خود بھی معلوم ہیں"۔

معلوم ہوا کہ قبروں سے آواز کا سننا اور قبر والوں سے ہم کلامی اور قبر میں باحیات ہونا صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ بہت سے صالحین مومنین کو بھی یہ بات

---

(۱) پھر اس نے حضرت شیخ کی کتاب فضائل حج اور فضائل درود شریف سے بعض قصے نقل کئے ہیں۔

حاصل ہوتی ہے۔

اب فیصلہ فرمائیں، وقت حاضر سنکر حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابن تیمیہ کے بارے میں کہ ان کے شیخ الاسلام والمسلمین اہل سنت والجماعت میں سے باقی رہے یا وہ اہلسنت الجماعت سے خارج ہیں؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ میت کا قرأت وغیرہ کی آواز سننا حق ہے

ابن تیمیہ اقتضاء الصراط المستقیم (ص ۳۷۹) میں فرماتے ہیں۔

"فاما استماع المیت للاصوات من القراءة فحق"

یعنی میت کا قرأت کی آواز کو سننا یہ حق ہے۔

سلفیت حاضرہ کے علمبردار بتلائیں کہ ان کا عقیدہ اس بارے میں کیا ہے، اور ابن تیمیہ کا یہ فرمان حق ہے یا باطل ہے اور اس بارے میں وہ شیخ ابن تیمیہ کے ہم نوا ہیں یا ان کے مخالف ہیں؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں کوئی بدعت ایجاد کیجائے تو بدعت تو حرام ہوگی مگر حسن نیت اور محبت پر بدعتی کو ثواب ہوگا

ابن تیمیہ اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۹۴ میں فرماتے ہیں:

"وکذلك ما یحدثه بعض الناس اما مضاهاة للنصاریٰ فی میلاد عیسیٰ علیه السلام واما محبة للنبی صلی الله علیه وسلم وتعظیما له قد یثیبهم الله علی هذه المحبة والاجتهاد لا علی البدع من اتخاذ مولد النبی صلی الله علیه وسلم عیدا"۔[1]

---

(۱) اسی بات کو ابن تیمیہ ص ۲۹۷ میں اس طرح فرماتے ہیں: (اگلے صفحہ پر دیکھیں)

یعنی اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے موقع پر جو لوگ خوشیاں مناتے ہیں نصاریٰ کی مشابہت اختیار کرتے ہوئے کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے دن کو بطور یادگار مناتے ہیں یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی تعظیم میں مسلمان یہ بدعتیں کرتے ہیں تو بدعتیں تو غیر مشروع رہیں گی لیکن ہو سکتا ہے کہ اللہ حضور سے انکی محبت اور انکے اجتہاد پر ان کو ثواب دے۔

وقت حاضر کے سلفی بتلائیں کہ ان کے شیخ الاسلام کا یہ عقیدہ حق ہے یا باطل ؟ اور جو بدعتیں گمراہی ہیں ان کی ایجاد پر اگرچہ حضور کی محبت اور آپ کی تعظیم میں ہو ثواب پانے کا عقیدہ رکھنا عین گمراہی ہے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کل بدعۃ ضلالۃ ہر بدعت گمراہی ہے، اور شیخ الاسلام صاحب جی ہاں سلفیوں کے شیخ الاسلام صاحب فرماتے ہیں۔ اللہ اس پر ثواب دے سکتا ہے۔ کیا علماء اہل سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے ؟ ۔

شروع مضمون میں میں نے بتلایا ہے کہ غیر مقلدین اور سلفیت حاضرہ کے علمبردار علمائے دیوبند کو کافر و مشرک اور اہل سنت والجماعت سے خارج بتلانے کیلئے انکی کتابوں میں مذکور کرامات و مکاشفات کے واقعات کو علماء دیوبند کا عقیدہ جاہلوں کو باور کراتے ہیں اور ان کو کراماتی اور مکاشفاتی قصوں سے علماء دیوبند کا عقیدہ کشید کرتے ہیں، ان جاہلوں کو

فتعظیم المولد واتخاذہ موسما قد یفعلہ بعض الناس ویکون لہ فیہ اجر عظیم لحسن قصدہ وتعظیمہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کو جو بعض لوگ خوشی کا دن مناتے ہیں ان کیلئے اسمیں اجر عظیم ہوتا ہے اسلئے کہ ان کا مقصد نیک ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تعظیم کی نیت ہوتی ہے۔

اتنا بھی پتہ نہیں کہ کرامات ومکاشفات کا حصول دائمی اور ہمہ وقتی نہیں ہوتا ہے، اور نہ وہ ہر وقت کی چیز ہے، نہ کرامات ومکاشفات سے یقین اور جزم پیدا ہوتا ہے، جبکہ عقیدہ تو وہ چیز ہے جو انسان کی ہمہ وقتی زندگی کے ساتھ ہوتا ہے، اور انسان کا قلب اس کی تصدیق کرتا ہے، آج تک کسی پڑھے لکھے سمجھدار انسان نے کشف وکرامات کے واقعات کو عقیدہ کی بنیاد نہیں بنایا ہے، یہ کارنامہ علمائے دیوبند کی دشمنی میں صرف سلفی فرقہ انجام دیتا ہے اور اپنی جہالت وسفاہت کو طشت از بام کرتا ہے، اگر سلفی حضرات کی منطق کو تسلیم کر لیا جائے تو علمائے اسلام اور امت کا کوئی فرد بھی ایمان والا باقی نہیں رہے گا، اسلئے کہ کرامات وکشف کی حقانیت کے علمائے اہلسنت والجماعت قائل ہیں۔ اچھا چلو ہم تمہاری منطق کو تسلیم کر لیتے ہیں تو بتلاؤ تم اپنے شیخ الاسلام والمسلمین کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ وہ اہل سنت والجماعت میں سے کیسے ہو سکتے ہیں اسلئے کہ

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کے ہاتھ میں موت وحیات ہے

ابن تیمیہ فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ:

"ودعا رأى الحسن البصري على بعض الخوارج كان يؤذيه فخر ميتًا" (ص ۲۸۰ ج ۱۱)

یعنی حسن بصری نے بعض خوارج کو جو انکو ایذا پہونچاتا تھا بددعا دی تو منہ کے بل گر کر مر گیا۔

اور صلہ بن اشیم کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مات فرسه وهو في الغزو فقال اللهم لا تجعل لمخلوق علي منة ودعا الله عزوجل فاحياله فرسه فلما وصل الى بيته قال يا بني خذ سرج الفرس فانه عارية فاخذ سرجه فمات الفرس" (ایضًا)

وہ جہاد میں تھے کہ ان کا گھوڑا مر گیا تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ اے اللہ تو مجھے کسی مخلوق کا احسان مند نہ بنا اور انھوں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے ان کیلئے ان کا گھوڑا زندہ کر دیا، پھر جب وہ گھر پہونچے تو انھوں نے اپنے لڑکے سے کہا کہ گھوڑے کی زین کھول لو، گھوڑا عاریتہ ہے، لڑکے نے زین کھول لی تو اسی وقت گھوڑا مر گیا۔

غیر مقلدین سے میں انھیں کے الفاظ میں سوال کرتا ہوں، ایسے شرکیہ وکفریہ واقعات کو بیان کرنے والے کیسے اہلسنت ہو سکتے ہیں؟

(رسالہ کیا علماء دیوبند اہل سنت ہیں؟ ص ۳۵)

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کی دعا سے گدھا زندہ ہو جاتا ہے

اور آپ نے بندہ کی دعا سے گھوڑے کے زندہ اور مرنے کا قصہ ملاحظہ فرمایا، اب سنئے کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ بندہ کی دعا سے گدھا زندہ ہو جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:

"ورجل من النخع کان له حمار فمات فی الطریق فقال له اصحابه هلم نتوزع متاعك علی رحالنا فقال لهم امهلونی هنیئة ثم توضأ فاحسن الوضوء وصلی رکعتین ودعا الله تعالیٰ فاحیاله حماره فحمل علیه متاعه۔" ص ۲۸۱ / ج ۱۱

یعنی قبیلہ نخع کے ایک آدمی کا گدھا تھا اور راستہ میں مر گیا تو اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا کہ آؤ ہم تمہارا سامان تقسیم کر کے اپنی سواریوں پر لاد لیتے ہیں تو اس آدمی نے کہا کہ ذرا ٹھہرو پھر اس نے اچھی طرح وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی تو اللہ نے اس کا گدھا زندہ کر دیا اور اس نے اس پر اپنا سامان لادا۔"

ابن تیمیہ نے فتاویٰ میں اس قسم کی بہت سی کراماتیں ذکر کی ہیں اور اگر ان کے شاگرد رشید

حافظ ابن قیم کی کتاب کتاب الروح کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں تو اتنی اس قسم کی باتیں ہیں کہ سلفیوں کی منطق کے مطابق ان کا کافر و مشرک ہونا قطعی اور یقینی ہے، اہلسنت والجماعت میں ہونا تو دور کی بات ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ کے ولیوں کو جو مکاشفات و تصرفات حاصل ہوتے ہیں ان سے انکو قرب الٰہی حاصل ہوتا ہے

ابن تیمیہ فتاوی میں فرماتے ہیں:

۔ ان الخوارق منها ما هو من جنس العلم كالمكاشفات ومنها ما هو من جنس القدرة والملك كالتصرفات الخارقة للعادة ومنها ما هو من جنس الغنى عن جنس ما يعطاه الناس فى الظاهر من العلم والسلطان والمال والغنى، وجميع ما يؤتيه الله من هذه الامور ان استعان به على ما يحبه الله ويرضاه ويقربه اليه ويرفع درجته ويأمره الله به ورسوله ازداد بذلك رفعة وقربة الى الله ورسوله " ص۲۹۵ ج۱۱)

یعنی بعض خوارق امور مثل مکاشفہ اور تصرفات کے ہوتے ہیں، مکاشفہ کا تعلق علم سے اور تصرفات کا تعلق قدرت سے ہوتا ہے، تو اگر انسان اللہ و رسول کی مرضیات حاصل کرنے میں ان سے مدد لے تو اس کا درجہ اللہ اور رسول کے یہاں بڑھتا ہے اور اللہ و رسول سے اسکو قرب حاصل ہوتا ہے۔

علم سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مکاشفہ کے ذریعہ صاحب کشف بہت سی چیزوں کو معلوم کر لیتا ہے جو دوسروں سے مخفی ہوتی ہیں جیسے قبر وغیرہ کے حالات اور قدرت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ صاحب کشف بہت سی ایسی چیزوں پر قادر ہوتا ہے جو دوسروں کی قدرت سے باہر ہوتی ہیں، مثلاً کسی کو مارنا جلانا، تھوڑی سی مدت میں

غیر مقلدین وسلفیین اور ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام والمسلمین کا لقب دینے والے بتلائیں کہ ابن تیمیہ اس طرح کے عقیدوں کے باوجود بھی اہل سنت والجماعت میں شمار ہونگے؟ ابن تیمیہ کی یہ عبارت صاف صاف اعلان کر رہی ہے کہ ابن تیمیہ اللہ والوں کیلئے مکاشفہ اور تصرفات کے منکر نہیں ہیں بلکہ اس کو ان کیلئے نہ صرف ثابت مانتے ہیں بلکہ قرب الٰہی کا ذریعہ بھی قرار دیتے ہیں، اگر سلفیوں میں ایمانی جرأت ہو تو ذرا ابن تیمیہ کے بارے میں فیصلہ فرمائیں کہ وہ اہل سنت والجماعت سے تھے یا نہیں؟

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما (معاذاللہ) بدعتی تھے

ابن تیمیہ جب اپنی توحید کے نشے میں آتے ہیں تو صحابہ کرام تک پر ہاتھ صاف کر جاتے ہیں اور ان کے بارے میں انکی زبان وقلم سے وہ کچھ نکلتا ہے کہ آدمی انکی جرأت پر حیران رہ جاتا ہے۔ ایک دفعہ جب ان پر توحید کا نشہ چڑھا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو بدعتی بنا کر چھوڑا، اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم میں لکھتے ہیں:

- واما قصد الصلاۃ فی تلک البقاع التی صلی فیھا اتفاقاً فھذا لم ینقل عن غیر ابن عمر من الصحابۃ .... وتحری ھذا لیس من سنۃ الخلفاء الراشدین بل ھو مما ابتدع (ص۳۹)

یعنی ان جگہوں میں جا کر نماز پڑھنا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی تھی تو یہ بات صرف صحابہ میں سے حضرت ابن عمر سے منقول ہے، اس کا اہتمام کرنا خلفاء راشدین کی سنت نہیں ہے بلکہ حضرت ابن عمر (معاذاللہ) کی بدعتوں میں سے ہے۔

دور دراز کا سفر، ایک ہی وقت میں متعدد جگہ نظر آنا وغیرہ امور جن میں سے کچھ کا بیان ابن تیمیہ کی اوپر عبارتوں میں گزر چکا ہے۔

اور اس سے پہلے اس فعل ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بدعت بتلانے کے لئے ابن تیمیہ نے حضور کی حدیث وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ (یعنی بدعتوں سے بچو، ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے) نقل کی اور اس طرح ابن تیمیہ نے معاذ اللہ حضرت ابن عمر کے بدعتی اور گمراہ ہونے پر مہر لگا دی ہے۔

میں ابن تیمیہ کے متبعین سے پوچھتا ہوں کہ علماء اہل سنت میں سے کس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو بدعت قرار دیا ہے۔ اور ان کو بدعتی قرار دینے کی گستاخی ابن تیمیہ سے پہلے کس نے کی ہے؟ غیر مقلدین اور سلفی فرقہ بتلائے کہ کیا صحابی رسول کو بدعتی بتلانے والا اور ان کے عمل کو گمراہی قرار دینے والا اہل سنت والجماعت میں سے ہوسکتا ہے؟ چہ جائیکہ شیخ الاسلام والمسلمین وقدوۃ المومنین کہا جائے؟ سنت و بدعت کی حقیقت صرف ابن تیمیہ ہی پر کھلی تھی، پوری امت میں ان کے سوا کوئی دوسرا محدث فقیہ عالم اس کی حقیقت پر مطلع نہیں ہوسکا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً من بعدی یعنی میرے صحابہ کرام کے بارے میں اللہ سے تم ڈرو میرے بعد انکو اپنی زبان درازیوں کا نشانہ نہ بناؤ۔

ابن تیمیہ کی تضاد بیانی کا عجیب حال ہے، ایک طرف تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر عید میلاد النبی کوئی حسن نیت سے کرتا ہے تو اس کو ثواب ملے گا اسلئے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ کی تعظیم میں ایسا کر رہا ہے اور دوسری طرف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حضور سے غلبہ محبت میں ان جگہوں پر نماز پڑھیں جن جگہوں پر حضور نے نماز پڑھی تو وہ بدعتی قرار پائیں اور انکے لئے کل بدعۃ ضلالۃ والی حدیث ابن تیمیہ پڑھیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حالانکہ ابن تیمیہ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ بدعت کفر کا ذریعہ ہوا کرتی ہے فرماتے ہیں۔ لکن فینبغی ان یعرف ان البدع برید الکفر (ص ۲۹۷/۱۰ج)
یعنی بدعتیں کفر کا بڑا ذریعہ ہیں، تو اب کتنی بڑی جسارت اور مقام صحابہ سے عدم واقفیت

کی بات ہے کہ کسی صحابی کو بدعت کے الزام سے متہم قرار دیا جائے اور ان کو اس عمل کا ملزم قرار دیا جائے جو کفر کا بڑا ذریعہ ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ اللہ سے ذکر کرنا بدعت ہے

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"والذکر بالاسم المفرد مظھرا او مضمرا ابداعا فی الشرع" ص ۳۹۶

یعنی اللہ اللہ کا کہنا یا ہو، ہو کہنا شرعاً بدعت ہے۔

اور اسی صفحہ پر لکھتے ہیں:

"واما ذکر الاسم المفرد فبدعۃ لم یشرع"

یعنی اسم مفرد یعنی اللہ اللہ سے ذکر کرنا بدعت ہے اور غیر شرعی عمل ہے۔

اللہ اللہ سے ذکر کرنے کو کسی عالم اہلسنت والجماعت نے سلفیوں اور ابن تیمیہ کے متبعین کے سوا بدعت اور غیر شرعی عمل نہیں قرار دیا ہے۔ اللہ اللہ کہنا یہ صرف سلفیوں کے مذہب و عقیدہ میں ناجائز، غیر مشروع اور بدعت ہے، غیر مقلدین کسی صحابی، تابعی فقیہ، محدث سے ثابت کریں کہ ان کے نزدیک اللہ اللہ کہنا حرام ہے، ابن تیمیہ میں اگر دم خم ہوتا تو وہ اس طرح کے ذکر کو حرام بتلانے کیلئے کتاب وسنت سے دلیل پیش کرتے مگر انھوں نے تو حرام وحلال کا ٹھیکا لے رکھا ہے، جس چیز کو چاہا حلال کہہ دیا اور جس چیز کو چاہا حرام کہہ دیا، گویا دین وشریعت ان کے گھر کی چیز ہے کہ جس طرح چاہیں اسمیں تصرف کریں، بنی اسرائیل کے علماء کی یہی گندی حرکت تھی کہ وہ اپنی خواہش سے حلال کو حرام اور حرام کو حلال کیا کرتے تھے، ابن تیمیہ کی ڈگر بھی بنی اسرائیل کے علماء والی ہے اور ان کے متبعین بنی اسرائیل کی قوم کی جنس سے ہیں جنھوں نے اپنے علماء کو ارباب بنا رکھا تھا۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے ہیں

تمام اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ انبیاء علیہم السلام بعد از نبوت گناہ کبیرہ وصغیرہ سے معصوم ہوتے ہیں، اور عصمت نبوت کے لوازم ذاتیہ میں سے ہے، یہ اتفاقی واجماعی بات ہے، مگر ابن تیمیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء سے گناہوں کا صدور ہو سکتا ہے اور وہ کبیرہ گناہوں سے بھی معصوم نہیں ہوتے ہیں، ابن تیمیہ کا کہنا یہ ہے کہ انبیاء سے گناہ ہو سکتا ہے البتہ گناہ پر اقرار واصرار نہیں ہوتا ہے، یعنی انبیاء کو گناہ کے بعد توبہ وندامت کی توفیق دی جاتی ہے یا انکو کسی مصیبت وابتلاء میں مبتلا کر دیا جاتا ہے جس سے ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس بات کا عقیدہ کا اظہار فتاویٰ میں انھوں نے بار بار کیا ہے، چنانچہ فتاویٰ جلد عاشر میں فرماتے ہیں:

"ان الانبیاء صلوٰت اللہ علیہم معصومون فیما یخبرون بہ عن اللہ سبحانہ وفی تبلیغ رسالاتہ باتفاق الامۃ" ص ۲۸۹

یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام باتفاق امت ان باتوں میں معصوم ہیں جن کو وہ اللہ کی طرف سے بندوں تک پہونچاتے ہیں۔

پھر آگے چل کر ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

"وھذہ العصمۃ الثابتۃ للانبیاء ھی التی یحصل بھا مقصود النبوۃ والرسالۃ" (ص ۲۹۰)

یعنی یہ عصمت جو انبیاء کیلئے ثابت ہے اسی سے نبوت ورسالت کا مقصود پورا ہوتا ہے۔

اس سے آگے چل کر کچھ اور کھلتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"والعصمۃ فیما یبلغونہ عن اللہ ثابتۃ فلا یستقر فی ذٰلک خطأً (ایضاً)

یعنی انبیاء کیلئے عصمت ان چیزوں میں ثابت ہے جو اللہ کی طرف سے وہ بندوں تک پہونچاتے ہیں، اس میں وہ خطا پر برقرار نہیں رہتے ہیں۔

ان تمام عبارتوں کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء کرام اللہ کی طرف صرف پیغام رسانی میں معصوم ہوتے ہیں یعنی وہ اس میں غلط بیانی اور کذب بیانی سے کام نہیں لیتے ہیں اور کبھی اس میں بھی ان سے غلطی ہو جاتی ہے مگر یہ غلطی باقی نہیں رہتی ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح فرما دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کے بعد کی عبارت میں اسی بات کو انھوں نے اس طرح کہا ہے، ذرا ابن تیمیہ کے لیکن پر دھیان دیجئے:

" ولكن هل يصدر ما يستدركه الله فينسخ ما يلقي الشيطان ويحكم آياته، هذا فيه قولان والمأثور عن السلف يوافق القرآن بذلك " ص ۲۹۰

یعنی، لیکن کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تبلیغ رسالۃ اور وحی من اللہ میں غلطی واقع ہو سکتی ہے؟ جس کو اللہ بعد میں درست کر دیتا ہے اور شیطان جو پیغمبروں کی زبان پر بات لاتا ہے اسے اللہ ختم کر کے اپنی آیتوں کو محکم کر دیتا ہے، پس اس میں دو قول ہیں، اور جو بات سلف سے منقول ہے وہ وہی ہے جو قرآن کے موافق ہے۔

ابن تیمیہ کی اس اینچ پینچ والی عبارت کا حاصل یہ ہے کہ ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ شیطان وحی ورسالت کی تبلیغ میں انبیاء علیہم السلام کو اپنے وسوسے کا شکار بناتا ہے اور اس کی تائید قرآن سے ہوتی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ شیطان کی وحی اور القاء کو باقی نہیں رکھتا بلکہ اسکو منسوخ کر دیتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کر دیتا ہے، ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ سلف سے یہی بات منقول ہے، یعنی معاذ اللہ سارے سلف کا یہی عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم السلام اللہ کی طرف سے پیغام رسانی میں شیطانی وسوسہ کا شکار ہوتے ہیں، ابن تیمیہ کی یہ مستمر عادت ہے کہ اپنی بات کو پختہ کرنے کیلئے سلف کے نام کا سہارا لیتے ہیں جب کہ سلف بیچاروں کو ابن تیمیہ

کے باطل عقیدوں سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا ہے۔

ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام تبلیغ رسالت میں بالکلیہ معصوم نہیں ہوتے ہیں۔ اسلئے کہ خود قرآن میں ہے۔ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الا اذا تمنی القی الشیطن فی امنیتہ، یعنی ہم نے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کوئی رسول اور نبی آپ سے پہلے ایسا نہیں بھیجا کہ جب وہ آیاتِ الٰہی کی تلاوت کرتا، تو شیطان نے اسکی تلاوت میں وسوسہ نہ پیدا کیا ہو۔

نیز ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے جب سورہ نجم کی کافروں کے مجمع میں تلاوت کی تو شیطان نے آپ کی زبان پر یہ کلمہ جاری کرا دیا تلک الغرانیق العلےٰ وان شفاعتھن لترتجیٰ۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

"واما الذین قرروا ما نقل عن السلف فقالوا ھذا منقول نقلا ثابتا لا یمکن القدح فیہ، والقرآن یدل علیہ بقولہ وما ارسلنا من قبلک من رسول ولا نبی الخ" صـ۲۹۱

یعنی جن لوگوں نے اس بات کو ثابت کیا ہے جو سلف سے منقول ہے (یعنی انبیاء علیہم السلام، تبلیغ رسالت میں بھی حسب زعم ابن تیمیہ معصوم نہیں ہوتے ہیں اور شیطان انکو بھی اپنے وسوسے کا شکار بنا لیتا ہے، ان کا کہنا یہ ہے کہ تلک الغرانیق معنی والا واقعہ اس طرح ثابت ہے کہ اس میں کوئی قدح نہیں کیجا سکتی اور خود قرآن کی یہ آیت وما ارسلنا من قبلک الخ اس پر دلیل ہے۔

پھر ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت پاک میں یہ ہے کہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان یعنی اللہ اسکو منسوخ کر دیتا ہے جو شیطان نبی ور سول کی قرأت میں وسوسہ ڈالتا ہے، اور جب تک کوئی بات پیش نہ آئے اس کے اٹھانے اور منسوخ کرنے کا مطلب ہی کیا ہے؟ اسلئے یہی اصل ہے کہ کوئی رسول اور نبی تبلیغ رسالت میں شیطان کے وسوسوں سے معصوم نہیں

رہتا ہے البتہ اس شیطانی وسوسہ کو اللہ ان کے ساتھ باقی نہیں رکھتا۔[1]

خیر یہ تو تبلیغ رسالت اور وحی الٰہی میں معصوم ہونے اور نہ ہونے کی بات تھی، لیکن عام گناہوں سے خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ انبیاء اور رسل معصوم ہوتے ہیں یا نہیں؟ تو ابن تیمیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء اس سے معصوم نہیں ہوتے ہیں کہ ان سے گناہ صادر نہ ہو بلکہ ان کی عصمت کا تعلق اس سے ہوتا ہے کہ وہ گناہوں پر باقی نہیں رہنے دیئے جاتے، اس بات کو ابن تیمیہ اپنی اس پیچ دار اور الجھی ہوئی اور گھماؤ پھراؤ والی عبارت میں اس طرح کہتے ہیں۔

"واما العصمة فی غیر ما یتعلق بتبلیغ الرسالة فهل هو ثابت بالعقل والسمع؟ ومتنازعون فی العصمة من الکبائر والصغائر او من بعضها ام هل العصمة انما هی فی الاقرار علیها؟ ام لا یجب القول بالعصمة الا فی التبلیغ فقط، وهل تجب العصمة من الکفر والذنوب قبل المبعث ام لا؟

یعنی تبلیغ رسالت کے علاوہ امور میں انبیاء معصوم ہوتے ہیں کہ نہیں؟ تو لوگوں کا اختلاف ہے کہ کیا یہ عصمت عقلاً ثابت ہے یا کتاب وسنت سے، پھر ان کا اختلاف ہے کہ انبیاء کا معصوم ہونا گناہ کبیرہ وصغیرہ دونوں سے ہے یا بعض سے؟ یا انبیاء کے معصوم ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ صرف اللہ کا پیغام پہونچانے میں معصوم ہیں؟ اور کیا بعثت سے پہلے انبیاء علیہم السلام کفر اور گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں کہ نہیں؟

دیکھئے ابن تیمیہ نے ایک اتفاقی بات کو کیسا اختلافی بنا دیا ہے، تمام اہلسنت کے نزدیک انبیاء کا بعد البعثت ہر طرح کے گناہوں سے معصوم ہونا اور قبل البعثت کفر اور شرک سے معصوم ہونا بلکہ قبل البعثت بھی ہر طرح گناہوں سے معصوم ہونا طے شدہ امر ہے اور اجماعی مسئلہ ہے، ابن تیمیہ نے اس اتفاقی بات کو کس طرح کا متنازع فیہ مسئلہ بنا کر پیش کیا ہے، اور انکی غرض اس سے یہ ہے کہ وہ اس طرح اپنی بات کو جو انکا عقیدہ

---

(1) اس آیت کی صحیح تفسیر معلوم کرنے کیلئے حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کی تفسیر ملاحظہ کیجائے، اس سے ابن تیمیہ کا غلط، واضح ہو جائے گا۔

اور مسلک ہے اب جب پیش کریں گے تو ان کی طرف کسی کی انگلی نہیں اٹھے گی، چنانچہ
اس کے بعد وہ اپنا عقیدہ اور مسلک پیش کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

"والقول الذی علیہ جمہور الناس وھو الآثار المنقولۃ من
السلف اثبات العصمۃ من الاقرار علی الذنوب مطلقاً۔ ص۲۹۳

یعنی انبیاء علیہم السلام گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے ہیں ان سے گناہ بھی
صادر بھی ہوتی ہیں، صغیرہ بھی اور کبیرہ بھی بس اتنا ہے کہ انکو گناہوں پر باقی نہیں
رکھا جاتا۔ یہی جمہور کا عقیدہ ہے اور سلف سے بھی اسی کے بارے میں آثار منقول ہیں۔

غیر مقلدین اور سلفیین سے ہر شخص کو یہ پوچھنے کا حق ہے کہ وہ بتلائیں کہ کیا
اہل سنت والجماعت کا اور جمہور مسلمین کا یہی عقیدہ ہے؟ اور اس عقیدہ والا اہلسنت
والجماعت کا فرد شمار ہو سکتا ہے؟

ابن تیمیہ سلف اور جمہور کو جھوٹی آڑ میں گمراہی کا پرچار کرتے ہیں اور امت مسلمہ کو
آزمائش میں ڈالتے ہیں، ابن تیمیہ تو اب دنیا میں نہیں ہیں کوئی ان کا مخلص اور سچا متبع اٹھے اور
سلف اور جمہور کے قول سے ابن تیمیہ کی صداقت کو ثابت کرے۔

ابن تیمیہ کا یہ سارا کلام سراسر باطل ہے، نہ اس کے قائل جمہور ہیں اور نہ اہلسنت
والجماعت کا کوئی فرد، اس طرح کا جس کا عقیدہ ہو اس کا ایمان ہی مشکوک ہے۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات محل حوادث ہے

ابن تیمیہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حوادث کا قیام ہو سکتا ہے،
اس بات کو ابن تیمیہ نے مختلف انداز سے اپنے فتاویٰ میں بار بار بیان کیا ہے، مثلاً
ایک جگہ لکھتے ہیں:

"ومن هنا يظهر (الاصل الثاني) الذي تبنى عليه افعال الرب
تعالى اللازمة والمتعدية وهو انه سبحانه هل تقوم

به الامور الاختيارية المتعلقة بقدرته ومشيئته ام لا؟ فمذهب السلف وائمة الحديث . . . . جواز ذلك (ج ۵۳۶/۵۷)

یعنی کیا اللہ تعالیٰ کی ذات کے ساتھ وہ افعال لازمہ اور متعدیہ امور اختیاریہ جن کا تعلق اللہ کی قدرت اور مشیعت سے ہے، اللہ کی ذات کے ساتھ انکا قیام ہوتا ہے یا نہیں؟ تو سلف اور ائمہ حدیث کا مذہب یہ ہے کہ یہ جائز ہے۔

اور ایک جگہ لکھتے ہیں :

" واما دنوه نفسه وتقربه من بعض عباده فهذا يثبته من يثبت قيام الافعال الاختيارية بنفسه ومجيئه يوم القيامة ونزوله واستوائه على العرش وهذا مذهب ائمة السلف وائمة الاسلام المشهورين واهل الحديث والنقل عنهم بذلك متواتر" (ج ۴۶۶/۵۷)

یعنی اللہ تعالیٰ کا خود ہی بعض بندوں سے قریب ہونا تو اس کو وہ لوگ اللہ کیلئے ثابت مانتے ہیں جن کا مذہب یہ ہے کہ افعال اختیاریہ کا قیام اور اللہ کا قیامت کے روز آنا اور اس کا آسمان سے اترنا اور اس کا عرش پر مستوی ہونا اللہ کیلئے ثابت ہے، اور یہ ائمہ سلف اور مشہور ائمہ اسلام اور اہل حدیث کا مذہب ہے، اور ان سے ان کا یہ مذہب بتواتر ثابت ہے۔

ایک جگہ لکھتے ہیں کہ اللہ کیلئے لازم اور متعدی دونوں فعل ثابت ہے اور اسی پر ... دلیل ہے اور یہی سلف اور ائمہ سنت کا مذہب ہے۔ پھر لکھتے ہیں :

" هؤلاء يقولون انه يأتي ويجيء وينزل ويستوي ونحو ذلك من الا ... ال كما اخبر من نفسه وهذا هو الكمال" (ج ۳۰/۵۷)

یعنی ائمہ سلف اور ائمہ سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ آتا ہے اور جاتا ہے

اور اترتا ہے اور قرار پکڑتا ہے اور اس کے علاوہ اللہ کے دوسرے اسی قسم کے افعال ہیں جیسا کہ اللہ نے اپنے بارے میں اس کی خبر دی ہے اور اللہ کی ذات کیلئے یہی کمال ہے۔

غیر مقلدین اور سلفیین ایک طرف تو اللہ کیلئے بندوں کی طرح سارے افعال اختیاریہ، متعدیہ ولازمہ مانتے ہیں اور دوسری طرف اسی منہ سے یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ کے یہ افعال بندوں اور مخلوق کے مشابہ نہیں ہیں، سوال یہ ہے کہ زید کا بات کرنا اور عمر کا بات کرنا ایک جیسا نہیں ہوتا ہے، دونوں کی آواز الگ الگ ہوتی ہے، دونوں کا چلنا پھرنا الگ ہوتا ہے مگر اصلاً چلنے پھرنے کا جو معنی ہے اور بات کرنے کا جو مفہوم ہے دونوں میں مشترک ہے اسی وجہ سے دونوں کو متکلم اور متحرک اور چلنے پھرنے والا کہا جاتا ہے، تو جب اصل معنی نزول اور مجی کا اللہ کی ذات میں پایا گیا اور حرکت کے اصل معنی اور استقرار کے لغوی معنی کے اعتبار سے آنا جانا اور حرکت کرنا اور استوا اللہ کیلئے تسلیم کرلیا گیا تو یہ کہنا کہ اللہ کا آنا جانا اور اترنا اور چڑھنا اور اللہ کا استقرار بندوں اور مخلوق کے مشابہ نہیں ہے بالکل بے معنی بات ہے۔ سوال یہ ہے کہ یہ سارے افعال بندوں کے بھی حادث اور اللہ کے لئے بھی حادث ہیں، تو اصل معنی حدوث کے اعتبار سے اللہ اور بندوں میں کیا فرق رہا اللہ کی ذات بھی محل حوادث ہوئی جس طرح مخلوق کی ذات محل حوادث ہوا کرتی ہے۔

ابن تیمیہ جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتلایا ہے کہ سلف، کتاب وسنت، ائمہ حدیث اجماع وغیرہ کا الفاظ اپنا مطلب حاصل کرنے کیلئے موقع بے موقع بہت استعمال کرتے ہیں اور یہ سب انکی بکواس ہوتی ہے، اور ائمہ سلف اور کتاب وسنت کا نام لے کر عوام کو بہکانا اور گمراہ کرنا ہوتا ہے۔

بہرحال غرض یہ کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو محل حوادث بتلانے والا اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اس کا شمار علماء اہلسنت میں سے نہیں ہوسکتا۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تجلی رب کے وقت جو غشی طاری ہوئی تھی اور چیخ نکلی تھی یہ انکا نقص تھا اور کمال نبوت کے خلاف تھا

ابن تیمیہ یہ بتلاتے ہوئے کہ بندہ پر فنا کی کیفیت کا طاری ہونا اور اللہ کا نام سن کر اس کا غش کھا جانا یہ کمال نہیں بلکہ اس کا نقص ہے اور بندہ کو اس میں معذور سمجھا جاتا ہے، اس کی مثال میں فرماتے ہیں:

" کما عذر موسیٰ صلے اللہ علیہ وسلم لما صعق حین تجلیٰ ربہ للجبل ولیس ھذا الحال غایۃ السالکین ولا لازمًا لکل سالک ومن الناس من یظن انہ لابد لکل سالک منہ فلیس کذلک فنبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم والسابقون الاولوْن ھم افضل وما اصاب احدا منھم ھذا الفنا ولا صعق ولا مات عند سماع القرآن (م ۹۵ ج ۳ منہاج السنۃ)

" یعنی جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام معذور تھے جبکہ تجلی رب کے وقت انھوں نے چیخ ماری، لوگ سمجھتے ہیں کہ فنا کی کیفیت کا طاری ہونا ہر سالک کیلئے لازم سو یہ درست نہیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ میں سے سابقین اولین جو لوگ کہ افضل تھے، نہ انھیں کبھی یہ فنا لاحق ہوا اور نہ انکے منہ سے چیخ نکلی نہ قرآن سنتے وقت ان میں کا کوئی مرا۔

ناظرین غور فرمائیں کہ اس موقع پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر انکی بے کمالی کو بتلانے کے لئے ابن تیمیہ کی کتنی بڑی جرأت ہے، اور پھر مثال میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ کرام کا ذکر کرکے گویا یہ بتلانا ہو کہ صحابہ کرام کمال ایمانی و کمال باطنی اور قوت قلبیہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بڑھے ہوئے تھے کیا اس طرح کی با ؔ= توئی المحمد

اپنی زبان سے نکال سکتاہے ؟ بات یہ ہے کہ فتاویٰ میں ابن تیمیہ نے کئی جگہ لکھاہے کہ انبیاء علیہم السلام کو تدریجاً کمال کا درجہ حاصل ہوتا ہے یعنی انکی ابتدائی حالت اس درجہ کمال میں نہیں ہوتی ہے جو حال ان کا موت کے وقت ہوتا ہے۔[1] اسی لئے انبیاء سے گناہوں کا

---

(۱) مثلاً حضرت یونس علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں۔ (فتاویٰ ص ۲۹۹/۱۰ج) المقصود هنا ان ماتضمنته قصة ذی النون مما یلام علیه کله مغفور بدل له به حسنات ورفع درجته وکان بعد خروجه من بطن الحوت وتوبته اعظم درجة منه قبل ان یقع ماوقع ۔ مقصود یہاں یہ ہے کہ حضرت یونس کے قصہ میں جو بات ہے اور جس کی وجہ سے حضرت یونس علیہ السلام کی ملامت کیجاتی ہے ان سب باتوں کو معاف کردیا گیا ہے اور اسکو حسنات سے اللہ نے بدل دیا ہے اور ان کے درجہ کو بلند کیا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکلنے کے بعد اور توبہ کرلینے کے بعد پہلے سے زیادہ مرتبہ والے ہوئے جبکہ ان سے گناہ کا صدور ہوا تھا۔

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔ فکانت حاله بعد قوله لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین ارفع من حاله قبل ان یکون ما کان والاعتبار بکمال النهایة لا ماجری فی البدایة والاعمال بخواتیمها ۔ یعنی حضرت یونس علیہ السلام کا حال لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین کہنے کے بعد پہلے حال سے ارفع رہا جب ان سے وہ گناہ صادر ہو جو صادر ہوا اور اعتبار تو آخری حال کا ہوا کرتا ہے نہ کہ شروع حال کا اور اعمال کا مدار تو خاتمے پر ہے۔

پھر اسی بات کو اسی صفحہ میں اس طرح دھرایا ہے کہ اللہ نے انسان کو پیدا کیا اور ماں کے پیٹ سے نکالا۔ وہ انسان کچھ نہیں جانتا تھا، پھر انسان کو اللہ نے علم دیا اور نقصان کے حال کو تدریجاً کمال کے حال تک پہونچایا۔ فلا یجوز ان یعتبر قدر الانسان بما وقع منه قبل حال الکمال بل الاعتبار بحال کماله ویونس صلی الله علیه وسلم وغیره من الانبیاء فی حال النهایة حالهم اکمل الاحوال ص ۲۹۹/۱۰ج اسلئے یہ جائز نہیں ہے کہ انسان کے مقام ومرتبہ کا اعتبار اس چیز سے کیا جائے جو اس سے حالت کمال تک پہونچنے سے پہلے واقع ہوئی، بلکہ اعتبار کمال کی

صدور بھی ہوتا ہے، اور وہ گناہوں سے معصوم نہیں ہوتے ہیں، ابن تیمیہ کا مذہب تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے مطلقاً معصوم ہونے کا عقیدہ رافضیوں کا ہے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

واول من نقل منهم من طوائف الامة القول بالعصمة مطلقا ۔۔۔۔۔ الرافضة (ص۳۲۰/۴ فتاوی)

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم جانے وہ جاہل ہے۔

ابن تیمیہ حضرت علیؓ پر حضرت معاذؓ کی فضیلت بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں :

" وقوله اعلمهم بالحلال والحرام معاذ بن جبل اقرب الى الصحة باتفاق علماء اهل الحديث من قوله اقضاكم على لو كان مما يحتج به، واذا كان ذلك اصح اسنادا واظهر دلالة ، علم ان المحتج بذلك على ان عليا اعلم من معاذ بن جبل جاهل " ص۴۱۰/۴

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ حضرت معاذ صحابہ کرام میں حلال وحرام کے سب سے زیادہ واقف کار ہیں، حضور کے ارشاد سے کہ حضرت علی صحابہ کرام میں سے سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے ہیں باتفاق اہل علماء حدیث زیادہ صحیح ہے،

حالت کا ہوگا، اور حضرت یونس علیہ السلام اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے آخر احوال ابتدائی احوال سے زیادہ کامل تھے۔

اہل علم غور فرمائیں کہ کیا یہ کسی اہلسنت کا عقیدہ ہو سکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے احوال شروع میں ناقص ہوتے ہیں اور آخر میں کامل ہوتے ہیں، اور انکی مثال ایسی ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ سے نکلنے والے بچے کی وہ تدریجاً کمال کو پہونچتا ہے۔

اور جب معلوم ہو چکا کہ حضرت معاذ کے بارے بارے میں جو حضور کا ارشاد ہے
وہ سند کے اعتبار سے زیادہ صحیح اور دلالت کے اعتبار سے زیادہ واضح ہے تو
حضرت علی کے بارے میں جو حدیث ہے اس سے یہ حجت پکڑنے والا کہ حضرت
علی حضرت معاذ سے زیادہ علم والے تھے جاہل ہے۔

میرا خیال ہے کہ حضرت معاذ کو حضرت علی سے علم میں افضل قرار دینے کی بات کسی
بھی اہلسنت والجماعت کا قول نہیں ہے، یہ ابن تیمیہ کی ایجاد ہے۔ ابن تیمیہ کو معلوم نہیں
کیوں حضرت علی سے بڑی پرخاش تھی۔ وہ حضرت علی کی فضیلت والی بیشتر حدیثوں
کو رد کر دیتے ہیں۔

ابن تیمیہ کا عقیدہ تھا کہ کوئی مومن حتی کہ صحابہ کرام بھی ہدایت کاملہ کے ساتھ باایمان نہیں تھے

ابن تیمیہ کے عقائد کا تفصیلی مطالعہ کرو تو عجیب وغریب باتیں سامنے آتی ہیں
جن کا کسی اہل سنت سے تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ مثلاً وہ اس آیت شریفہ کا دمالکم
لا تومنون باللہ والرسول یدعوکم لتومنوا بربکم وقد اخذ میثاقکم ان کنتم
مؤمنین کا مطلب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے مخاطب کفار نہیں ہیں بلکہ اس
کے مخاطب مومنین ہیں، اور آیت شریفہ میں ان مومنین سے ایمان کی تکمیل کا مطالبہ کیا گیا ہے
کہ جو چیزیں ان پر ظاہراً و باطناً واجب ہیں ان کو ادا کر کے اپنے ایمان کی تکمیل کریں، پھر
فرماتے ہیں:

کما نسأل اللہ ان یھدینا الی الصراط المستقیم فی کل صلاۃ
وان کان قد ھدی المومنین للاقرار بما جاء بہ الرسول
جملۃ لکن الھدایۃ المفصلۃ فی جمیع ما یقولونہ فی جمیع امورہم
لم تحصل وجمیع ھذہ الھدایۃ الخاصۃ المفصلۃ ھی من الایمان

الماموربہ وبذلک یخرجھم اللہ من الظلمٰت الی النور (ص ۲۳۱ ج ۷)

یعنی یہ اسی طرح ہے جیسا ہم اللہ سے صراط مستقیم کی ہدایت کا ہر نماز میں
سوال کرتے ہیں اگرچہ اللہ نے مومنین کو اجمالی طور پر شریعت کا اقرار کرنے کی
وجہ سے ہدایت دے رکھی ہے، لیکن ان کے تمام اقوال میں تفصیلی ہدایت نہیں
ملی ہوتی ہے جب کہ یہ مفصل، ہدایت خاصہ یہی وہ ایمان ہے جس کا ہمیں
حکم دیا گیا ہے اور اسی ہدایت سے اللہ مومنین کو تاریکی سے نکال کر روشنی
کی طرف لاتا ہے۔

علماء کرام اور اہل سنت والجماعت غور فرمائیں کہ ابن تیمیہ کا یہ عقیدہ اور انکی
یہ بات کتنی خطرناک ہے، اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ کسی مسلمان کا حتیٰ کہ کسی صحابی اور خود
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا وفات تک ایمان ناقص ہی رہا اس وجہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی پوری زندگی نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھا کرتے تھے اور اھدنا
الصراط المستقیم سے دعا مانگا کرتے تھے۔

ہمارا خیال ہے کہ ابن تیمیہ کا عقیدہ اور مذہب معلوم کرنے کیلئے اتنا ہی بہت
کافی ہے۔

اب اہل اسلام غور فرمائیں کہ کیا ابن تیمیہ اہل سنت والجماعت میں سے تھے؟ اور
کیا جس شخص کا عقیدہ اس قسم کا ہو وہ اہل سنت والجماعت میں سے شمار ہونے کے قابل ہے۔
اور کیا ابن تیمیہ والے کسی بھی حال میں اہل سنت والجماعت ہو سکتے ہیں؟

وللہ الحمد اولاً وآخراً وصلی اللہ علی النبی وسلم

تم ھٰذا التحریر ۸ رشوال ۱۴۲۷ھ